

## حضرت شیخؒ اور طحاوی شریف

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ کو حق تعالیٰ شانہ نے جن خصوصی انعامات سے نوازا ان میں سے ایک خاص الخاص انعام علوم حدیث اور انفاں نبویہ کی خدمت ہے، تعلیم سے فراغت کے بعد حق تعالیٰ شانہ، آپ سے کسی نہ کسی طرح حدیث کی خدمت لیتے رہے، قریباً نصف صدی تو حدیث شریف کی تدریس میں گزری، اس کے علاوہ آپ نے علم حدیث پر جو علمی مآثر چھوڑے ہیں ان کی مختصر سی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ بخاری شریف کی مشہور شرح ”فیض الباری“ جو آپ کے شیخ انورؒ کے افادات کا مجموعہ ہے، اسے مرتب تو حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، لیکن اس کی تالیف میں بھی حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ کے مشورے اور علمی افادات شریک رہے، اس سلسلہ میں حضرت ”بعض عجیب لطائف بھی سنایا کرتے تھے، اور پھر اس کی طباعت اور تقدیم کا سارا کام حضرت نے خود کیا اور قریباً ایک سال تک اس میں متمک رہے۔

۲۔ جامع ترمذی کی شرح ”معارف السنن“ تالیف فرمائی، یہ حضرت مفتی ولی حسن صاحب مدظلہ کے مقالہ کا مستقل موضوع ہے۔

۳۔ اپنے ادارہ میں ”تخصّص فی الحدیث“ کا شعبہ قائم فرمایا جو اپنے کام کی نوعیت کے اعتبار سے شاید پورے عالم میں منفرد مقام رکھتا ہے۔ تخصّص فی الحدیث کے شرکاء سے حدیث کے انتہائی اہم موضوعات پر مقالات لکھوائے، جن کی اہمیت و افادیت کا صحیح اندازہ اشاعت کے بعد ہی امت لگا سکے گی۔

۴۔ جامع ترمذی کی تقریر ”العرف الشذی“ کی تصحیح بھی فرمائی جس کا نسخہ محفوظ ہے۔

۵۔ جامع ترمذی کے ”ونی الباب“ کا کام شروع فرمایا، جس کی تکمیل آپ کے تلمیذ رشید مولانا حبیب اللہ صاحب مختار فرما رہے ہیں (اس پر ”لب الباب“ کے نام سے مستقل مقالہ ملاحظہ فرمائیے)

۶۔ سنن ابی داؤد کے مشکل مقامات پر تعلیقات و حواشی بھی تحریر فرمائے۔ یہ غیر مطبوعہ شکل میں محفوظ ہیں۔

۷۔ نصب الراية کی طباعت، تقدیم اور تحشیہ کی خدمت۔

۸۔ امام طحاویؒ کی شرح ”معانی الآثار“ کی خدمت کا آغاز فرمایا، ذیل میں اسی کا تعارف مقصود ہے۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ امام طحاویؒ کی عبقریت اور فقہ وحدیث میں ان کی مہارت و حذاقت کے بڑے مداح تھے، فرماتے تھے کہ ان کے معاصرین میں بھی کوئی ان کا ہمسر نہیں تھا اور بعد کے محدثین میں سے بھی کسی کو ان کے مقام رفیع تک رسائی نصیب نہیں ہوئی، حضرتؒ نے تخصص فی الحدیث کے بعض شرکاء کو مقالہ نویسی کے لئے یہ موضوع دیا تھا ”الامام الطحاوی ومیزانہ بین معاصریہ“ یعنی امثال ونظائر سے یہ ثابت کیا جائے کہ امام طحاویؒ کو ابن جریرؒ، ابن خزیمہؒ، محمد بن نصرؒ وغیرہ معاصرین پر کن کن امور میں فوقیت حاصل ہے۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ دارقطنیؒ، بیہقیؒ، اور خطیبؒ تینوں مل کر حدیث میں طحاویؒ کے ہم سنگ ہوتے ہیں مگر تفقہ اور عقلیت میں طحاویؒ کا پلہ پھر بھی بھاری رہتا ہے۔

امام طحاویؒ کی تالیفات میں شرح ”معانی الآثار“ امت کے سامنے موجود ہے جو فقہ وحدیث کا ”مجمع البحرین“ ہے، مگر افسوس ہے کہ اب تک دیگر کتب حدیث کی طرح اس کی خدمت نہیں ہو سکی اور اگر ہوئی ہو تو امت کے سامنے نہیں۔ حافظ بدر الدین عینیؒ نے مدة العمر اس کا درس دیا اور اس کی تین شرحیں لکھیں لیکن حیرت ہے کہ ان میں سے کوئی بھی حلیۂ طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی، اور بھی کئی نامور اہل علم نے اس پر کام کیا مگر کسی کی محنت منظر عام پر نہیں آئی۔ حضرتؒ محسوس فرماتے تھے کہ اس پر مندرجہ ذیل پہلوؤں سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

الف: رجال سند کی تحقیق۔ جس کی روشنی میں حدیث کا مرتبہ متعین ہو سکے۔

ب: متون کی تخریج۔ جس سے ایک طرف تو امام طحاویؒ کی ہر روایت کے متابعات و شواہد سامنے آجائیں اور طحاویؒ کی احادیث کے قبول کرنے میں بعض لوگوں کو جو کھٹکا ہوتا ہے وہ دور ہو جائے، دوسرے حدیث کے متعدد طرق میں وارد شدہ الفاظ بیک نظر سامنے آنے سے حدیث کی مراد بھی واضح ہو جائے، اسی کے ساتھ دیگر کتب حدیث میں اس حدیث کی نشاندہی کرنے سے ان کتابوں کی شروح کی طرف مراجعت آسان ہو جائے۔

ج: امام طحاویؒ ائمہ احناف کے مسلک کی تصریح کر جاتے ہیں اور دیگر مجتہدین کے مذاہب کی طرف اجمالاً اشارہ کر جاتے ہیں، مگر ہر مذہب کے قائلین کی تصریح نہیں فرماتے، ضرورت ہے کہ اس اجمال کو رفع کیا جائے۔

د: امام طحاویؒ نے قریباً ہر مسئلہ میں احادیث و آثار کے علاوہ ”وجه النظر“ کے ذیل میں عقلی دلیل کا التزام فرمایا ہے جو خاصی دقیق اور مشکل ہوتی ہے، اس کی تہذیب و تنقیح کر کے مقصد کی توضیح کی جائے۔

ه: حضرات متقدمین کے کلام میں اکثر طوالت ہوتی ہے جس سے بعض دفعہ مبتدی کو فہم مطالب میں دقت پیش آتی ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ طحاوی کے ہر باب کے مقاصد کی تلخیص کی جائے، یہ کام متقدمین میں سے حافظ زہلیؒ کر چکے ہیں لیکن ان کی یہ تالیف دستیاب نہیں اور ماضی قریب میں حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ نے بھی اس کی تلخیص کی مگر بہت زیادہ اختصار کی وجہ سے مفید عام نہ ہو سکی۔

و: یہ بھی ضرورت ہے کہ ہر باب کی احادیث و آثار کی فہرست مرتب کر دی جائے کہ اتنی مرفوع ہیں اتنی مراہیل، اتنی موقوف اور اتنی مکرر۔

ز: اور سب سے اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ شرح معانی الآثار کے متن کی تصحیح کی جائے، کیوں کہ اس میں بکثرت اغلاط ہیں، بعض اغلاط تو ایسے ہیں جن سے عبارت ناقابل فہم بن گئی ہے یا مفسوم بالکل مسخ ہو چکا ہے اور تعجب ہے کہ حافظ جمال الدین زہلیؒ اور ان جیسے دوسرے اکابر بھی بعض جگہ ان غلطیوں سمیت نقل کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے جو نسخہ تھا اس میں بھی یہ اغلاط موجود تھے۔

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ مندرجہ بالا امور کو پیش نظر رکھ کر طحاوی

تعالیٰ بہ فلا ینفذ‘ کما اذا امر رجل رجلا ان یطلق امراته کذا علی صفة کذا فخالف امرہ۔ وعند الجمهور تقع الثلث وبہ قالت الاربعۃ والافزاعی والثوری واسحق وعامة فقهاء الامصار‘ وانعقد علیہ اجماع الصحابة فی عهد عمر‘ وصح عن غیر واحد من الصحابة‘ منهم ابن عباس رابی حدیثہم ذالک۔ ثم فی حدیثہ: ”فلما کان زمان عمر قال: ایہا الناس قد کان لکم اناة وانه من تعجل اناة اللہ فی الطلاق الزمناه“۔ فخطب بذالک الناس جمیعاً وفیہم من علم ما ثبت فی ذالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم‘ ولم ینکر علیہ منکر‘ فکان ذالک اکبر حجة علی نسخ ما کان‘ لان اجماعہم علی فعل کما یکون حجة فکذلک اجماعہم علی القول‘ وکما ان اجماعہم فی النقل معصوم عن الخطاء فکذلک اجماعہم علی رأی محفوظ عن الزلۃ۔ ونظائر ذالک کثیرة‘ منها‘ تدوین الدواوین‘ والمنع عن بیع ام الولد‘ والتوقیت فی حد الخمر۔ وفی ذالک لم یکن فی اول الامر‘ ثم اجمعوا علیہا لسنوح دلیل یرشدہم الی ذالک۔ وقد اجیب عن حدیثہم باجوبة اخرى‘ منها: ضعفہ من حیث الاسناد ومعناه: انه فی طلاق البتہ فجعلہا بعض الرواة ثلثاً حسب رایہ۔ والجواب عن نظرہم ان الواجب بالمخالفة انما هو التائم‘ وهذا لا ینافی ان نلزمہم ما التزموم لانہم فعلوا ما فعلوه لانفسہم‘ بخلاف الواکیل فانه یفعل ما یفعل عن المؤکل ویحل فی افعاله محلہ فاذا فعل خلاف ما امرہ لم ینفذ۔ وقد رأینا اشياء نہی اللہ سبحانه عنہا ثم اوجب علی من ارتکبہا احکاماً‘ كالظهار‘ فانه منکر من القول وزور‘ ومع ذالک تحرم بہ المرأة وتجب الکفارة۔ ونہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن طلاق الحائض ثم امر ابن عمر بالرجوع لما طلقہا۔ والرجوع لا یكون الا بعد الوقوع‘ وهذا بخلاف امر النکاح‘ فانه لا ینعقد اذا کان علی خلاف ما امر اللہ تعالیٰ کالنکاح فی العدة‘ لان النکاح وكذا سائر العقود لا یمکن الدخول فیہا الا کما امر‘ واما الخروج عنہا فیمکن بغير ما أمر ایضاً کالصلاة لا یدخل فیہا الا کما أمرہ‘ ویخرج منہا بأکل وشرب وکلام وغیر ذالک مما ینافی الصلاة‘ فمن فعلها خرج من صلاتہ۔ وان کان اثماً للمخالفة هذا۔ واللہ سبحانه أعلم۔

وجمیع ما فی الباب (۲۰) أثراً‘ المرفوع منها خمسة والثلاثة منها معلقة وغیرہا موقوفات وراجع للمذاهب المعالم ۳۳۸-۳۳۹۔ والمبسوط للسرخسی ۵/۶۱ وبداية المجتہد ۲/۶۰۔ والمغنی ۴/۱۰۴۔ ثم اعلم ان فی المسئلة مذهباً ثالثاً وهو مذهب الامامية‘ فانہم قالوا: لا یقع شیئی۔

اس تلخیص کے بعد باب کی ایک ایک حدیث کی تخریج شروع ہوتی ہے اور اس

ضمن میں حدیث کے طرق صحیحہ، ضعیفہ اور معللہ پر بھی تنبیہ کر دی گئی ہے۔ تخریج کے سلسلہ میں یہ بتانا بھی ضروری ہو گا کہ مرفوع احادیث تو اکثر و بیشتر صحاح، سنن، مسانید اور معاجم میں مل جاتی ہیں اور ان کی تخریج کی جاسکتی ہے مگر طحاوی شریف میں آثار صحابہ بھی بکثرت ہیں اور کتب حدیث سے ان کے مآخذ تلاش کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے، اس لئے کہ کتب احادیث میں آثار کی تخریج بہت کم ہوئی ہے۔ مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن سعید بن منصور وغیرہ میں آثار صحابہ و تابعین کا اچھا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے، لیکن مؤخر الذکر دونوں اہم مراجع مکمل صورت میں شائع نہیں ہوئے۔ مؤلف نے آثار کے نتیجے میں ایک طرف تو ان کتابوں کی مراجعت کی دوسری طرف سنن بیہقی، سنن دارقطنی، المحلی لابن حزم، جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری وغیرہ سے فائدہ اٹھایا اور اس پر مستزاد یہ کہ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل دفاتر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔

۱۔ تاریخ بغداد	خطیب بغدادی	۱۴ مجلدات
۲۔ حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم اصفہانی	۱۰ مجلدات
۳۔ طبقات	ابن سعد	۸ مجلدات
۴۔ تاریخ کبیر	امام بخاری	۸ مجلدات
۵۔ الکافی	ابو بکر دہلابی	۲ مجلدات
۶۔ معجم صغیر	طبرانی	۱ جلد
۷۔ تاریخ جرجان	حمزہ سہمی	۱ جلد

اور پھر ان سات کتابوں کی تمام احادیث و آثار کو کتب حدیث وفقہ کی ترتیب پر مرتب کیا، مولانا موصوف نے تو صرف اپنی تخریج کے لئے یہ کام کیا تھا مگر یہ بجائے خود ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جس پر علمی دنیا کو ممنون ہونا چاہئے، اور اگر یہ محنت مطبوعہ شکل میں سامنے آجائے تو اہل علم کے لئے گرانقدر تحفہ ہو گا۔

حافظ بدر الدین عینیؒ کی شرح طحاوی کا نسخہ مصر میں موجود تھا اور حضرت ”ایک مدت سے اس کے حصول کے لئے کوشاں تھے، الحمد للہ کچھ عرصہ پہلے اس کی میکروفلم پہنچ گئی ہے، اور اب مولانا محترم اپنی تخریج کا حافظ بدر الدین کی تخریج سے مقابلہ کر رہے ہیں“

ہاں کہ اگر اپنے کام میں نقص ہو تو اس سے اس کا تدارک کر لیا جائے۔ مناسب ہو گا کہ اس مقابلے کا بھی ایک نمونہ قارئین کے سامنے آجائے۔

باب ”سور الہر“ میں حدیث ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حافظ عینی نے ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، ابن خزیمہ اور ابن مندہ کا حوالہ دیا ہے، جب کہ ہمارے مولانا محمد امین صاحب زید مجدد مندرجہ ذیل حوالوں سے اس حدیث کی تخریج کر چکے تھے۔

۱۔ مؤطا امام مالک	ص ۸	۱۰۔ ابن خزیمہ	ج ۱، ص ۵۵
۲۔ مؤطا محمد	ص ۸۳	۱۱۔ ابن سعد	ج ۸، ص ۳۷۸
۳۔ شافعی (کتاب الام)	ج ۱، ص ۶	۱۲۔ ابن ابی شیبہ	ج ۱، ص ۳۱
۴۔ عبدالرزاق	ج ۱۰، ص ۱۰۱	۱۳۔ ابن حبان بحوالہ موارد الطمان	ص ۴۱
۵۔ مسند احمد	ج ۵، ص ۳۰۹، ۳۰۳	۱۴۔ ابن جارود	ص ۳۰
۶۔ ابوداؤد	ج ۱، ص ۱۲	۱۵۔ بیہقی	ج ۱، ص ۲۳۵، ۲۳۶
۷۔ نسائی	ج ۱، ص ۳۶	۱۶۔ بغوی	ج ۲، ص ۶۹
۸۔ ابن ماجہ	ص ۳۰	۱۷۔ ابن مندہ بحوالہ نصب الراية	ج ۱، ص ۱۳۷
۹۔ مسند حمیدی	ص ۴۳۰	۱۸۔ داری	ص ۱۰

اور ہر حوالہ کی تخریج کے ساتھ اس کے طریق اور متن کے الفاظ کی طرف بھی مختصر اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ اس باب کی اٹھارہ احادیث میں سے صرف ایک حدیث کی تخریج کی مثال ہے، اس سے مؤلف کی محنت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، بھگد اللہ تعالیٰ اب تک یہ کام کتاب المناسک تک ہو چکا ہے، حق تعالیٰ اس کی تکمیل فرمادے اور یہ امت کے سامنے آجائے تو یہ ایک عظیم علمی و فقہی اور حدیثی خدمت ہوگی، اور یہ حضرت الشیخ بنوری نور اللہ مرقدہ کے مآثر کا صرف ایک گوشہ ہے۔

(اشاعت خاص بینات محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق جنوری ۱۹۷۸ء)

مَقَالَاتِ یُوسُفِی

شخصیات و تأثرات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مکتبہ لدھیانوی